کیا اس سے انکار کی کسی کو جرأت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی شہرت ان کی سچائی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے زمان کے مختلف ادوار میں اقوام عالم کی ہدایت اور رہنمائی اور غلط روش کے انجام سے خبردار کرنے کا فریضہ اپنے مختص بندوں، رسولوں کے ذمہ لگایا اور انہیں کتاب عطا فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بعض رسولوں کی ذریت (اولاد، نسلوں) میں بھی نبوت اور کتاب رکھی

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَٰهِيمَ وَجَعَلْنَا فِى ذُرِّيَّتِهِمَا ٱلنُّبُوَّةَ وَٱلْكِتَـٰبَ

''اور ہم نے نوح اور ابراہیم (علیہم السلام) کو بھیجا۔ اور اُن دونوں کی ذریت میں نبوت اور کتاب رکھی'' (حوالہ الحدید۔۲۶)

اس سے واضح ہے کہ نوح اور ابراہیم علیہم السلام نبوت کے ایک دوسرے سے الگ رمنفرد دو ایسے شجر ہیں جن میں سے نبوت کی شاخیں زمان و مکان میں پھوٹتی رہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق الگ سے بھی یہ بات یوں بتائی:

وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَـٰقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِى ذُرِّيَّتِهِ ٱلنُّبُوَّةَ وَٱلْكِتَـٰبَ

'اور ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) عطا کئے اور ان کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھی' (حوالہ العنکبوت۔۲۷)

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد دو بیٹوں اسماعیل اور اسحاق علیہ السلام پر مشتمل ہے۔ ان دونوں بیٹوں کی نسلوں میں کتاب اور نبوت ہے۔

وَبَـٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰٓ إِسْحَـٰقَ ۚ وَمِن ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِۦ مُبِينٌ ﴿١١٣﴾ (الصافات۱۱۳)

''اور ابراہیمؑ پر اور اسحاقؑ پر برکتیں فرمائیں۔ اور اُن دونوں کی اولاد میں محسن بھی ہیں اور اپنے آپ پر صریح ظلم کرنے والے بھی''

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد (اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام) اور پھر ان کی نسلوں کے متعلق تو سب کو معلوم ہے لیکن ابراہیم علیہ السلام کس کی نسل میں سے ہیں؟ کیا ابراہیم علیہ السلام کا شجرہ نسب نوح علیہ السلام سے جاملتا ہے جیسا کہ عام طور پر کہہ دیا جاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بتایا:

وَءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَـٰبَ وَجَعَلْنَـٰهُ هُدًى لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا۟ مِن دُونِى وَكِيلًا ﴿٢﴾

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ﴿٣﴾ (الاسراء۔۲۔۳)

''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کیلئے ہدایت بنایا کہ ''میرے سوا کسی کو کارساز نہ بنانا''

وہ بنی اسرائیل ان کی نسل ہیں ہم نے جنہیں نوح (علیہ السلام) کے ساتھ سوار کیا تھا۔ بیشک نوحؑ ہمارا ایک شکرگزار بندہ تھا''

سیدنا اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں۔ جب یعقوب علیہ السلام کی نسل بنی اسرائیل کا شجرہ نسب اُن لوگوں سے جاملتا ہے جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے تو اظہر من الشمس ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے دادا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے جدامجد بھی نوح علیہ السلام نہیں بلکہ ان کے جدامجد ان میں سے کوئی حنیفا مسلم تھے جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو چند باتوں کی آزمائش میں کامیابی پر بتایا تھا قَالَ إِنِّى جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا

(رب نے) کہا ''میں آپ کو لوگوں کا پیشوا بنانے لگا ہوں'' (حوالہ البقرۃ۔۱۲۴)

وَٱتَّخَذَ ٱللَّهُ إِبۡرَٰهِيمَ خَلِيلٗا ۝

''اور اللہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا دوست بنایا تھا'' (حوالہ النساء۔۱۲۵)

اللہ رب العزت نے ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے بنی نوع انسان کیلئے دانائی اور حماقت، ہدایت اور گمراہی کا معیار مقرر فرمایا ہے

وَمَن يَرۡغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبۡرَٰهِـۧمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفۡسَهُۥۚ

''اور کون مِّلَّةِ إِبۡرَٰهِـۧمَ (علیہ السلام) سے گریز کرسکتا ہے سوائے اس کے جو اپنے آپ کو احمق بنائے؟'' (حوالہ البقرۃ۔۱۳۰)

يَرۡغَبُ کا مادہ ''ر غ ب'' ہے۔اس کے معنی کسی چیز کو بہت زیادہ چاہنا۔ارادہ کی وسعت (راغب) ابن فارس نے اس کے بنیادی معنی طلب کرنا، چاہنا اور وسعت بتائے ہیں۔ان معنوں میں سورۃ التوبہ کی ۵۹ اور القلم کی آیت ۳۲ میں یوں آیا ہے إِنَّآ إِلَى ٱللَّهِ رَٰغِبُونَ کہ ہمیں اللہ ہی میں رغبت ہے، اللہ سے ہم تمام امیدیں رکھتے ہیں۔ جناب راغب نے کہا ہے کہ جب اس کے بعد ''عن'' آئے تو اس کا مطلب رغبت کو ہٹالینا، پھیر لینا ہوتا ہے۔ آیت مبارکہ میں مِّلَّةِ إِبۡرَٰهِـۧمَ سے انکار کرنے کا نہیں کہا گیا بلکہ چاہت، رغبت، شوق چھوڑ دینے والوں کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا کہ ایسا صرف وہ کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو احمق بنانے پر تلا ہوا ہو۔

مِلَّةَ کا مادہ ''م ل ل'' ہے۔سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۸۲ میں کاتب کو معاہدے کی شرائط، تفصیل املاء کرانے کے معنوں میں یوں استعمال ہوا ہے فَلۡيَكۡتُبۡ وَلۡيُمۡلِلِ ٱلَّذِي عَلَيۡهِ ٱلۡحَقُّ ''اس لئے وہ (کاتب) ضرور لکھے اور (مدت مقررہ میں دینا) جس کے ذمہ ہو وہ لکھائے'' جناب راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) نے لغت ''المفردات فی غریب القرآن'' میں کہا ہے کہ مِلَّةَ کی اصل اسی سے ہے۔اس صورت میں مِلَّةَ کے معنی اور مفہوم کتاب میں لکھا ہوا قانون ہوں گے اور لکھا ہوا قانون لوگوں کیلئے ایک طریقہ کار اور راستہ متعین کرتا ہے۔''طَرِیق مَلِیل''اس واضح راستے کو کہتے ہیں جس پر بکثرت آمدورفت ہوتی ہو۔اس اعتبار سے بھی مِلَّةَ کے معنی اور مفہوم طریقہ اور راستہ کے ہوں گے۔ کتاب میں لکھا ہوا قانون اور راستہ انسان کیلئے رہنمائی (ہدایت) پانے کا ایک ذریعہ ہے۔اور انسانوں کا گروہ، جماعت جو کسی ایک قانون، راستے پر چلتے ہوں اس قانون، راستے کے حوالے سے ایک ملت کہلائیں گے۔یہ مفہوم بالکل واضح ہے وَقَالُواْ كُونُواْ هُودًا أَوۡ نَصَٰرَىٰ تَهۡتَدُواْۗ ''اور وہ (اہل کتاب) کہتے ہیں ''یہودی ہو جاؤ یا نصرانی تو ہدایت پاؤ گے'' قُلۡ بَلۡ مِلَّةَ إِبۡرَٰهِـۧمَ حَنِيفٗاۖ آپ (ﷺ) کہہ دیں ''نہیں (وہ ہدایت نہیں)، حقیقت میں ہدایت ابراہیم (علیہ السلام) حَنِيفٗا کا طریقہ ہے'' (البقرۃ۔۱۳۵)۔اور مِّلَّةِ إِبۡرَٰهِـۧمَ (علیہ السلام) سے چاہت، رغبت، شوق چھوڑ دینے والے اپنے آپ کو احمق بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید کی سورۃ الحج میں بتایا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام مسلمانوں کے باپ (جد امجد) ہیں۔فرمایا:

وَجَـٰهِدُواْ فِى ٱللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِۦ

''اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ (پورے خلوص، ڈسپلن اور تنظیم کے ساتھ مال و جان سے) جہاد کرنے کا حق ہے۔

هُوَ ٱجْتَبَىٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ

اس نے تمہیں پسند، منتخب کیا ہے۔اور تم پر دین میں کچھ تنگی (کبیدگی، اضطراب، بےاطمینانی، التباس، شک کی بات) نہیں رکھی

مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَٰهِيمَ

تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا دین (طریقہ)۔

هُوَ سَمَّىٰكُمُ ٱلْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِى هَـٰذَا (حوالہ الحج۔۷۸)

اسی نے زمانہ قبل میں تمہارا نام مسلمین (اللہ کے فرمانبردار) رکھا تھا اور اس (قرآنِ مجید) میں بھی تمہاری شناخت، نام مسلمین ہے''

ابراہیم علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کو ہم نے سمجھ لیا ہے کہ وہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں بلکہ ان کی ذریت (اولاد، نسل) کو بھی نبوت اور کتاب عطا ہوئی۔وہ انسانوں کے امام ہیں، اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں، مسلمانوں کے باپ ہیں اور انہوں ہی نے ان کا نام، شناخت مسلمان رکھا تھا اور ان کے طریقے سے رغبت اور شوق ہٹانے والے احمق ہیں۔اس عظیم المرتبت ہستی کے متعلق (میرے منہ میں خاک) اگر آپ سے کوئی یہ کہے کہ معاذ اللہ انہوں نے زندگی میں جھوٹ بھی بولے تھے تو مجھے یقین ہے کہ آپ بغیر تذبذب کے فوراً کہیں گے کہ یہ غلط ہے۔سبحان اللہ! آپ نے وہی بات کہی، وہ گواہی دی جو ہمارے رب کا فرمان ہے۔اللہ رب العزت کی ابراہیم علیہ السلام کے متعلق گواہی یہ ہے

إِنَّهُۥ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝

''یقیناً وہ انتہائی سچے انسان اور نبی تھے'' (حوالہ سورۃ مریم۔۴۱)

ابراہیم علیہ السلام سچائی کو اتنا اہم سمجھتے تھے کہ دعا فرمائی

وَٱجْعَل لِّى لِسَانَ صِدْقٍ فِى ٱلْـَٔاخِرِينَ ﴿٨٤﴾

''(اے میرے رب!) اور آنے والے لوگوں کی زبان پر مجھے سچائی کی شہرت دے'' (سورۃ الشعراء۔۸۴)

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝

(اللہ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا)''اور انہیں (ابراہیم، اسحاق، یعقوب علیہم السلام) بلند مرتبہ سچائی کی شہرت دی'' (حوالہ مریم۔۵۰)

اللہ رب العزت کے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمودات کو غور سے سنیں اور ہمیشہ کیلئے ذہن نشین کر لیں کیونکہ ہم جس کے متمنی ہیں اس جنت کو ﴿أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ﴾ ''ان کیلئے وجود پذیر کیا گیا ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے''(حوالہ الحدید۔۲۱)۔ ابراہیم علیہ السلام کو ادب سے ہماری جھکی نگاہوں کے ساتھ صبح و شام سلام پہنچے۔

ابراہیم علیہ السلام کا معاشرے کے مفاد پرست اہل ثروت مقتدر اکابرین، بالائی طبقے اور پیروکار نچلے طبقے کے باہمی روابط کے متعلق تجزیہ اور فرمان یہ تھا

وَقَالَ إِنَّمَا ٱتَّخَذْتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ أَوْثَـٰنًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ

''اور انہوں نے ان سے کہا'' تم لوگوں نے اللہ کے سوا بتوں کو صرف دنیاوی زندگی میں باہمی دوستی کیلئے الہٰ بنا رکھا ہے۔

ثُمَّ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا

پھر روز قیامت تم (اہل ثروت مقتدر طبقہ اکابرین اور ان کے پیروکار عوام) ایک دوسرے کا انکار کرو گے
اور تم میں سے بعض دوسروں پر لعنت کریں گے''۔ (حوالہ العنکبوت۔۲۵)

شرک محض مفاد پرستی کا شاخسانہ ہے۔ یہ الزام نہیں حقیقت ہے۔ مشرکین کا یہ کہنا ایک بہانہ اور عذر لنگ ہے کہ آباؤ اجداد کی تقلید میں مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اصل وجہ ان کی ضد، ہٹ دھرمی اور مفاد پرستی کا وہ دائرہ ہے جس میں اہل ثروت مقتدر طبقے عام لوگوں کو بہکا کر زیر اثر رکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول بھی سچ اور حقیقت ثابت ہوگا۔ ارشاد فرمایا

إِذْ تَبَرَّأَ ٱلَّذِينَ ٱتُّبِعُوا۟ مِنَ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوا۟ وَرَأَوُا۟ ٱلْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ ٱلْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾

''جب وہ جن کی پیروی کی گئی تھی اپنے پیروکاروں سے دستبرداری کا اظہار کریں گے جب وہ عذاب کو دیکھ لیں گے
اور ان کے باہمی تعلقات منقطع ہو جائیں گے''

وَقَالَ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوا۟ لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا۟ مِنَّا ۗ

''اور پیروکار کہیں گے'' کاش ہمیں ایک اور موقع ملے تو ہم بھی ان سے اسی طرح دستبردار ہو جائیں
جس طرح وہ ہم سے الگ ہو گئے ہیں''۔(حوالہ البقرۃ ۱۶۶،۱۶۷)